تقاضے دِلوں کے

نبیلہ ابر راجہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

تقاضے دلوں کے

نبیلہ ابرراجا

نور نے اسد کو دوا کھلا کر تکیہ سیدھا کر کے بیڈ پر دوبارہ لٹا دیا تھا۔ اس دوران موجود شہریار بڑی گہری نگاہوں سے اس کا مسلسل جائزہ لے رہا تھا۔ نور سب کچھ محسوس کر رہی تھی... پر جان کر انجان بن رہی تھی۔ اسد کو لٹا کے وہ خود بھی وہیں بیٹھ گئی۔ شہریار اسد سے باتیں کر رہا تھا اور نور اسد کو بغور دیکھے گئی۔ ہر دم مسکراتی آنکھیں کب کی بجھ چکی تھیں۔ اس کے وجیہہ چہرے کی رونق بیماری نے ماند کر دی تھی۔ دس سال سے وہ اسی کیفیت میں تھا اس کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔

اسد کو نیند آنے لگی تو شہریار جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اسے چھوڑنے کے لیے باہر تک آئی کہ گیٹ بھی اسے ہی بند کرنا تھا۔ یہ اس کی ذمے داری اور

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں:۔
✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
✧ مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
We Are Anti Waiting WebSite
واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے
ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں
ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں
اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں
WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook
fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرائض میں شامل تھا۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی شہریار کے قدم سست پڑ گئے۔ باہر آسمان پر بادل ڈول رہے تھے...... کسی بھی لمحے بارش ہو سکتی تھی...... شہریار رک گیا۔ اس سے دو قدم پیچھے نور تھی' وہ مڑا۔ نور اس کے سامنے تھی۔ باہر برآمدے میں ٹیوب لائٹ روشن تھی۔ نور کا سراپا واضح ہو رہا تھا۔ وہ آسمان سے اتری کوئی اپسرا نہیں تھی، حسینۂ عالم بھی نہیں تھی لیکن اس کے باوجود... شہریار کا دل اسے پانے کے لیے مچلتا تھا، ہمکتا تھا۔ وہ صرف اسے دیکھنے کے لیے روز یہاں آتا تھا...... حالانکہ اسے معلوم تھا کہ سماجی اور مذہبی حوالے سے یہ سب ٹھیک نہیں تھا... پر اس کا دل سب دلیلیں رد کر چکا تھا۔ اس کے دل سے ایک ہی آواز آتی نور، نور، نور۔

ٹیوب لائٹ کی روشنی میں وہ قدرے پُراسرار نظر آ رہی تھی۔ براؤن اور بلیک کلر کا دوپٹا سلیقے سے اس کے کندھوں پر پڑا تھا...... دائیں رخسار پر پڑے بال، وقفے وقفے سے اُڑ رہے تھے اور نچلے ہونٹ کا تِل بے اختیاری پہ مجبور کر رہا تھا...... اچانک وہ واپس مڑی اب اس کی پشت شہریار کی جانب تھی اس کی کمر کا خم ہمیشہ سے ہی اسے قابلِ توجہ لگتا تھا۔

''چابی اندر رہ گئی ہے، میں لے کر آتی ہوں، تم چلو بارش ہونے والی ہے۔'' وہ یہ کہہ کر وہیں سے اندر چابی لینے چلی گئی۔ شہریار مسمرائز تھا...... روز کی طرح۔ اسے یوں لگتا تھا ایک دن وہ اسے دھکے دے کر نکال دے گی مگر وہ لاعلم تھا کہ وہ دن آن پہنچا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ آتی دکھائی دی۔ چابی اس کی لانبی نازک انگلیوں میں دبی تھی۔

''سنو، میں آج رات اِدھر ہی رک جاؤں؟'' شہریار کے دل کی خواہش التجا بن کے لبوں پر آ گئی۔

''تم یہاں رک کر کیا کرو گے؟ جاؤ خالہ انتظار کر رہی ہوں گی۔'' نور نے ہنس کے اس کے ارمانوں پر بے حسی کی تیز دھار چھری چلائی۔

''موسم بہت خوب صورت ہے۔''

''تو......؟'' نور نے تیکھی نگاہوں سے اسے گھورا۔

''تمہیں بادلوں کے گرجنے سے ڈر جو لگتا ہے۔ آسمان کا رنگ دیکھو، لگتا ہے بہت تیز بارش ہوگی آج اور طوفان بھی آئے گا۔ تم تو ڈر ڈر کے ہی مر جاؤ گی۔ مجھے آج کی رات اِدھر ہی رکنے دو۔'' وہ ان لمحوں میں مجسم التجا بنا کھڑا تھا۔

''میرے پاس اسد ہیں ناں پھر کاہے کا ڈر......؟'' نور نے اس کی التجا اس کے منہ پر دے ماری۔

''اسد...... ہاہاہا...... وہ فالج کا مریض جو دس سال سے بستر پر پڑا خود تمہارے سہارے کا محتاج ہے...... وہ کیسے تمہارا ڈر دور کرے گا؟ ارے تم نہ ہوتیں تو کیڑے پڑ چکے ہوتے اس کے جسم میں...۔'' شہریار کے لفظ لفظ میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

''جب تک میں زندہ ہوں اسد کے جسم میں کیڑے نہیں پڑنے دوں گی۔'' نور بولی تو اس کے لہجے کی سختی اسے کپکپا گئی لیکن وہ ڈٹا رہا۔

''اسد کے ساتھ رہتے رہتے تمہارے جذبات بھی مفلوج ہو گئے ہیں۔ خود کو دیکھو نور کیا تھیں تم...... ان اکیلی راتوں میں تمہیں کسی مضبوط سہارے کی طلب نہیں ہوتی۔ میری نظر میں تم آج بھی پہلے کی طرح خوب صورت ہو، میری بات مان جاؤ۔'' شہریار کو محسوس ہو رہا تھا کہ آج وہ اسے موم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

''تم یہاں سے دفع ہو جاؤ، لعنت ہے تمہاری گھٹیا سوچ پر......'' وہ دبی دبی آواز میں چیخی۔

''تم بہت پچھتاؤ گی، یہ لمحہ گزر گیا تو...... میں محبت کرتا ہوں تم سے...... عشق ہے تمہاری ذات سے مجھے، اس لیے تو اب تک شادی نہیں کی۔ اماں کہہ کہہ کے تھک گئیں مگر مجھے تمہارے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ میں اس امید پہ وقت گزارتا ہوں کہ ایک دن تم میری ہو جاؤ گی... کیوں خود کو رول رہی ہو، دس سال گزر چکے ہیں، کیا تم عورت نہیں ہو؟ تمہارے کوئی جذبات نہیں؟ کیا ملا ہے تمہیں اس زندگی سے...... بولو جواب دو۔''

وہ آج اس کے وجود میں دراڑیں ڈالنے پر تُلا ہوا تھا۔

''تم کوئی بوڑھی نہیں ہو، صرف تینتیس سال کی ہو، بہار اپنے جوبن پہ ہے نور...... وقت کی آواز سنو، تم اسد سے الگ نہیں ہونا چاہتی نہ ہو مگر اپنے ساتھ ظلم تو مت کرو، کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ......''

''خاموش ہو جاؤ شہریار...... بہت بکواس کر لی ہے تم نے اب جاؤ......'' وہ ابھی مزید کچھ کہتا کہ نور اچانک ہوش میں آئی۔ نور کے تیوروں سے صاف لگ رہا تھا کہ اب وہ مزید رکا تو وہ اسے دھکے دے کر نکال دے گی۔

''میری آفر برقرار ہے، تم اسد سے الگ نہیں ہونا چاہتیں تو مت ہو، میں روز رات کو یہاں آ جایا کروں گا، کسی کو علم بھی نہیں ہوگا۔''

''دفع ہو جاؤ یہاں سے...... آئندہ قدم مت رکھنا یہاں......'' نور نے سچ مچ اسے دھکا دیا۔

شہریار گیٹ سے نکل کر باہر گلی میں جا کھڑا ہوا مگر وہ اب بھی کسی امید میں تھا۔ اسے سو فی صد یقین تھا کہ نور اندر سے کمزور پڑ گئی ہے، اس کے صبر پہ ضرب پڑ گئی ہے۔ وہ کسی بھی لمحے ہار مان لے گی اور اس کے من کی مراد پوری ہو جائے گی۔ وہ روز اسی آس پر اس کو کمپنی دینے کے لیے یہاں آتا تھا۔

☆☆☆

اسد اس کا کزن تھا۔ پندرہ سال پہلے اس کی شادی نور سے ہوئی تھی۔ شہریار کا شروع سے ان کے گھر آنا جانا تھا۔ شادی کے پہلے سال ہی نور جڑواں بچوں کی ماں بن گئی۔ اچھی خاصی زندگی گزر رہی تھی۔ جب اسد کو اچانک اسٹروک ہوا اور وہ آدھے دھڑ سے مفلوج ہو کر رہ گیا۔ پھر تو مشکلوں نے گویا راستہ دیکھ لیا۔ نور عملی معنوں میں صرف گھر اور اسد کی ہو کے رہ گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ شہریار کو پہلے نور سے ہمدردی ہوئی اور پھر محبت...... وہ ہر صورت اسے پانا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی رسائی سے دور تھی۔

نور گیٹ بند کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو مگر چہرے پر شدید غصہ تھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ لاک میں چابی گھومنے کی آواز آئی۔ تب شہریار آگے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس عورت کو نہیں جیت سکتا تھا۔ اسے ابھی ابھی ادراک ہوا تھا۔

''یہ مشرقی عورت بھی ناں...... کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی مرد کے گرد گھومتی ہے۔'' چلتے چلتے.. شہریار کے قدموں تلے ایک پتھر آ گیا۔ اس نے زیرِ لب نور کو ایک گالی دی اور آگے اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا کہ اب اس راستے پر پلٹنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

☆☆☆

شام ڈھلے گھر میں داخل ہوتے ہی احتشام کا پارا ہائی ہو گیا۔ حنان اور منان دونوں بھائی لڑ رہے تھے جبکہ گڑیا پاس بیٹھی ہر چیز سے بے نیاز ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ حالانکہ احتشام نے گھر میں تین، تین ملازم رکھ چھوڑے تھے۔ ایک لڑکا جو اوپر کے کاموں کے لیے مخصوص تھا بوقتِ ضرورت وہ ڈرائیور کے فرائض بھی انجام دیتا۔ اس کے علاوہ ایک پختہ عمر کی عورت ساجدہ تھی جو اس کی شریکِ حیات کی دیکھ بھال پر مامور تھی پھر ایک میڈ نسرین جو سارے گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی دیکھتی تھی۔ نسرین، ساجدہ کی بیٹی تھی دونوں ساڑھے چار سال سے اِدھر ہی تھیں۔ اب تو ان کی حیثیت گھر کے فرد جیسی ہو گئی تھی۔

☆☆☆

احتشام کی شریکِ حیات سمیرا پانچ سال قبل تک بالکل صحت مند اور نارمل زندگی گزار رہی تھی۔ دو بیٹے، ایک بیٹی، خوب صورت پُرآسائش گھر، چاہنے والا شوہر...... اس کی زندگی ہر لحاظ سے خوشگوار اور مکمل تھی۔ ایک اتفاقی حادثے نے اس کی زندگی کی سب خوشیاں اس سے چھین لیں۔

سمیرا ڈرائیور کے ساتھ میکے سے گھر واپس آ رہی تھی جب ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ ڈرائیور کو بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چوٹیں آئی تھیں لیکن کافی علاج معالجے کے بعد وہ بالکل پہلے کی طرح صحت مند اور ہشاش بشاش ہوگیا تھا۔ اس نے سیٹ بیلٹ بھی باندھ رکھی تھی مگر بدقسمت سمیرا کو اس حادثے نے بالکل بستر کا کردیا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ وہ کلی طور پر دوسروں کے سہارے اور مدد کی محتاج تھی۔ اچھی خاصی زندگی کو جانے کس کی نظر لگی تھی جو وہ معذوری جیسی زندگی گزارنے پر آگئی تھی۔

احتشام نے اپنی طرف سے ہر ممکن طور پر اس کا علاج کروانے اور صحت مند زندگی کی طرف واپس لانے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اوپر والے نے جو تقدیر میں لکھنا تھا وہ تو لکھ ڈالا تھا۔ احتشام نے اپنے تعلقات استعمال میں لاتے ہوئے بیرونِ ملک کے ڈاکٹرز سے بھی سمیرا کا کیس ڈسکس کیا، اس کی سب رپورٹس بھیجیں لیکن کسی نے امید افزا جواب نہیں دیا۔ سمیرا کو اب باقی زندگی بستر پر لیٹ کر ہی گزارنی تھی اور وہ پچھلے پانچ سال سے ویسی زندگی گزار رہی تھی۔

☆☆☆

شروع کا کچھ عرصہ سمیرا کے میکے اور سسرال والوں نے اس کی دیکھ بھال کی لیکن یہ مستقل ذمّے داری تھی اور ہر ایک کی اپنی اپنی ذمّے داریاں تھیں، اپنی اپنی مصروفیات تھیں۔ آہستہ آہستہ سب پیچھے ہٹ گئے۔ احتشام کو سمیرا سے بے پناہ محبت تھی اس نے ہر ممکن طور پر اس کا خیال رکھنے اور دلجوئی کی کوشش کی...... پھر یہ دلجوئی آہستہ آہستہ بیزاری اور جھنجلاہٹ میں ڈھلتی گئی۔ وقت گزر رہا تھا اگرچہ احتشام نے اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک عورت کو مامور کردیا تھا اور گھر کے کاموں کے لیے بھی ایک عورت الگ تھی مگر احتشام کی بھی تو اپنی کچھ ضروریات اور جذباتی تقاضے تھے جن کا پورا کرنا سمیرا کے بس میں اب نہیں رہا تھا۔

احتشام پہلے اپنے بیڈروم میں ہی سوتا تھا جو اُن دونوں کا مشترکہ تھا۔ کچھ عرصے بعد جب رات میں بھی اٹینڈنٹ کی ضرورت پڑی تو اس نے اپنے سونے کا کمرا الگ کرلیا۔ سمیرا اب بیڈ پر اکیلے سوتی تھی اور نیچے میٹرس بچھا کر ساجدہ سوتی تھی۔

احتشام کھڑے کھڑے آکر اس کی خیریت پوچھنے اور اپنی شکل دکھانے کا فرض ادا کرتا۔ آہستہ آہستہ اس کے استعمال کی چیزیں بھی یہاں سے منتقل ہوگئی تھیں اب اس کی باتوں اور تاثرات سے بیزاری و بیگانگی اور جھنجلاہٹ ٹپکتی، وہ پہلے والی محبت جانے کہاں جا سوئی تھی جس کے راگ الاپتے وہ تھکتا نہیں تھا۔

سمیرا سب خوب سمجھ رہی تھی اور اب اس نے اپنی مستقل بیماری سے سمجھوتا کرلیا تھا لیکن اس کے باوجود احتشام کو دوسری شادی کا مشورہ دیتے اور اپنے اندر کی عورت کو مرتے دیکھ کر وہ بہت روئی۔

احتشام نے اس کے مشورے پر کسی خاص تاثر کا اظہار نہیں کیا۔ سمیرا کی اس حالت کے بعد اسے باہر کے رنگ، رنگ کے کھانے کی عادت پڑگئی تھی، ایسے میں سمیرا کی طرف سے دوسری شادی کا مشورہ ایسے ہی تھا جیسے کہ نت نئے کھانے کا ذائقہ چکھنے سے محروم رہ جانا اور ایک ہی کھانے پر اکتفا کرنا...... سو اس نے بڑی سہولت سے انکار کرتے ہوئے اپنے... باوفا شوہر ہونے کے امیج کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچنے دیا۔ سمیرا کے سر سے بھی تلوار ہٹ گئی تھی جس کی دھار اور چمک احتشام کو دوسری شادی کا مشورہ دیتے ہوئے اس نے محسوس کی تھی۔

☆☆☆

''پپا آپ آگئے......؟'' حنان نے بھائی سے لڑنا موقوف کرکے احتشام کی طرف رخ کیا جو اسے غصیلی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''ہاں آگیا ہوں پھر سے اس دوزخ میں سڑنے کے لیے جہاں میرے لیے ذرا بھی سکون نہیں۔'' وہ بچوں پر غصہ کرکے سیڑھیاں چڑھ کر سیدھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنے کمرے میں آگیا۔

حنان اور منان اب شرافت سے بیٹھے تھے......

اندر کمرے میں لیٹی سمیرا نے احتشام کی زبان سے نکلا ایک، ایک لفظ سنا تھا۔ ساجدہ سے چہرہ چھپا کے اس نے اپنے بہتے آنسو صاف کیے۔ باہر زور شور سے بادل گرج رہے تھے جو بارش کی آمد کا اعلان تھا۔ بادل گرجتے ساتھ ہی لائٹ چلی گئی کمرا اچانک گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا تو سمیرا کو کھل کے رونے کا موقع مل گیا۔ اسے اب ساجدہ سے چہرہ چھپانے کی ضرورت نہیں تھی۔

☆☆☆

''نسرین میرے یہ کپڑے فوراً استری کردو اور ساتھ فافٹ شوز بھی پالش کردو۔ مجھے ایک دوست کی طرف جانا ہے۔'' لائٹ آگئی تھی اور احتشام، نسرین کے سر پر ایک بہت عمدہ شرٹ اور پینٹ لیے کھڑا تھا۔ وہ کچن کے کام نمٹا رہی تھی اس کے حکم کی تعمیل میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کپڑے استری کرنے چل پڑی۔

کپڑے استری کرنے شوز پالش کرنے کے بعد جب تک احتشام کی اچھی طرح تسلی نہیں ہوگئی، اس نے تین بار جوتوں پر کپڑا پھیرا تب کہیں جا کر وہ مطمئن ہوا۔

نسرین پھر سے کچن میں آکر اپنے کاموں میں لگ گئی۔ اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ رقصاں تھی۔

☆☆☆

تک سک سے تیار ہونے کے بعد خود کو خوشبوؤں میں بسا کر وہ کمرے سے باہر نکلا تو موسم کی رنگینی اپنے عروج پر تھی۔ رات قطرہ قطرہ بھیگ رہی تھی، آسمان سے شبنمی موتی بارش کی صورت ٹوٹ ٹوٹ کر برس رہے تھے۔

وہ عادتاً بچوں کے کمرے کی طرف آیا۔ حنان، منان اور گڑیا تینوں سو رہے تھے۔ اس نے مطمئن ہوکر بیڈروم کا دروازہ بند کیا اور سمیرا کے کمرے کا رخ کیا۔ وہ ہمیشہ کی طرح بے حس و حرکت لیٹی ہوئی تھی۔ ساجدہ کمرے میں نہیں تھی۔

''اچھا، میں ایک دوست کی طرف جارہا ہوں۔'' احتشام نے رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے ہوئے رسمی سے انداز میں اسے مطلع کیا تو سمیرا کی ساری جان آنکھوں میں سمٹ آئی۔ ہفتے میں تین دن اسی طرح بن سنور کر وہ اپنے دوست کی طرف لازمی جاتا تھا۔ سمیرا نے بے جان سے انداز میں اثبات میں سر ہلایا یہ اس کی طرف سے خاموش سمجھوتا تھا۔

احتشام نے مزید کوئی بات نہیں کی اور واپس پلٹ گیا۔ باہر برآمدے میں آکر اس نے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا۔ جہاں رم جھم، رم جھم برسات جاری تھی اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ سخت سردی تھی لیکن اس کے اندر کا موسم حرارت سے پُر تھا۔ اس نے ہاتھ میں دبی گاڑی کی چابی کو دیکھا۔

''ہائے معذور عورت میری زندگی کے کتنے قیمتی سال ضائع ہورہے ہیں صرف اس کی وجہ سے...... میں اپنی ذاتی خوشی کے لیے ترس گیا ہوں...... بلائے جان کی طرح میرے سر پر مسلط ہے، گھر میں ذرا سکون نہیں ہے۔ داخل ہوتے ہی اس کی منحوس صورت دیکھنے کو ملتی ہے...... میں ایسے میں کسی دوست کی طرف نہ جاؤں تو کیا کروں...... آخر خوشیوں پر میرا بھی تو حق ہے......'' احتشام گاڑی کی چابی کو دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں سمیرا سے مخاطب تھا۔ شاید وہ اپنے آپ کو ان خوشیوں کا شدید حقدار سمجھ رہا تھا۔

''منحوس صورت عورت ...... اس سے میری جان کبھی نہیں چھوٹے گی۔'' گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اس نے دل ہی دل میں ایک بار پھر سمیرا کو موٹی سی گالی دی۔

گاڑی گیٹ سے نکل کر اب سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ وہ اپنی دوست کی طرف جارہا تھا۔ نفسانی اور جذباتی تقاضے بھی تو پورے کرنے تھے آخر کو وہ ایک مرد تھا۔ مشرقی مرد!

☹

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com